اس عجائب گھر کی سب سے مشہور چیز فرعونوں کی ممیاں ہے۔ان میں فرعون موسیٰ رعمیسس دوم(Remeses II) کی ممی بھی شامل ہے۔ان ممیوں کے لئے ایک علیحدہ حصہ مخصوص ہے اور ٹکٹ بھی علیحدہ لینا پڑتا ہے۔

تقریباً پچاس سال پہلے یہ تشخیص ہوئی کہ رعمیسس دوم کی ممی کو پھپھوندی لگ گئی ہے اور اس کا علاج صرف پیرس میں ممکن ہے۔فرانسیسی قانون کے مطابق کوئی بھی شخص، زندہ ہو یا مردہ، اسے ملک میں داخلے کے لئے ویزہ لینا پڑتا ہے۔چنانچہ رعمیسس دوم کا پاسپورٹ بنوایا گیا۔

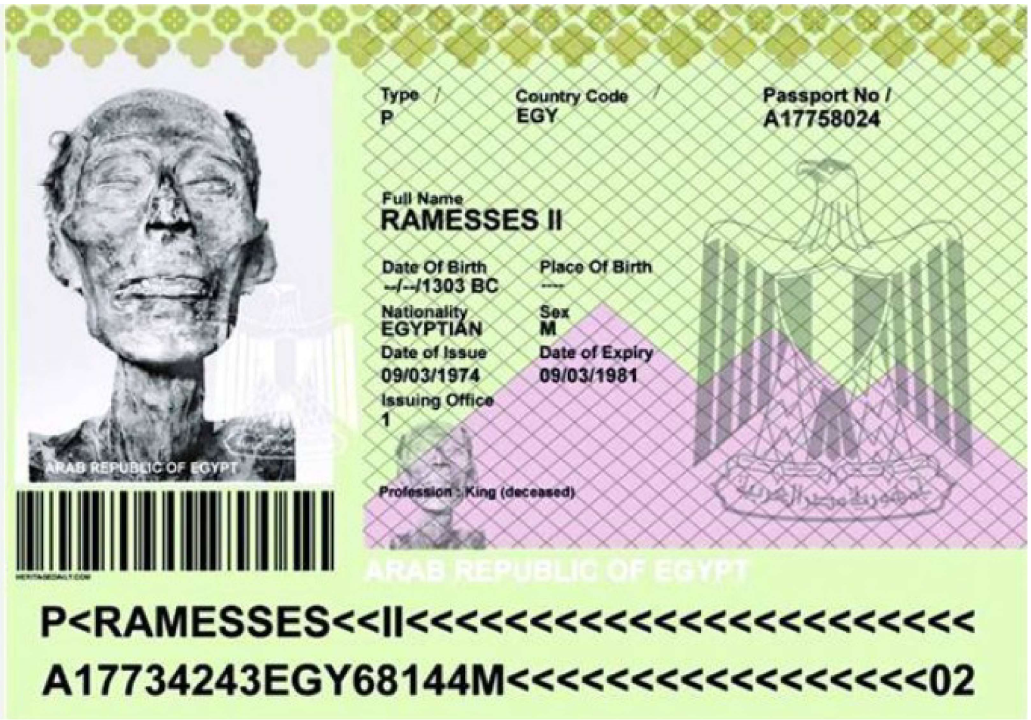

یہ بھی بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ جس فرانسیسی ڈاکٹر نے اس ممی کا معائنہ کیا اس نے اسلام قبول کرلیا۔ہوا یوں کہ اس نے ممی میں سمندری نمک کی غیر معمولی مقدار دیکھی ۔ یہ اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص ڈوب جائے اور کچھ ہی عرصہ بعد سمندر اس کی لاش زمین پر اگل دے۔اسے بتایا گیا کہ قران شریف میں ہو بہو ایسا ہی بیان کیا گیا ہے۔اس نے خود قران شریف کا مطالعہ کیا اور ایمان لے آیا۔

اس ڈاکٹر کا نام مورس بوخیل (Maurice Bucaille) تھا اور اس نے بعد میں مشہور زمانہ کتاب The Science, Bible and Quran لکھی جس کی لاکھوں کاپیاں فروخت ہوئیں۔ قیام جاپان کے دوران مجھے اس تاریخ ساز شخصیت سے ملنے کا اتفاق ہوا۔

بات ہو رہی تھی مصر کے عجائب گھر کی۔

میں ٹکٹ لینے کے لئے قطار میں لگ گیا۔ دس مصری پاؤنڈ کا ٹکٹ لیا اور خراماں خراماں چلتا ہوا نکل گیا۔

مگر میرا راستہ روک لیا گیا۔ ٹکٹ دیکھ کر عربی میں کچھ سوال کئے گئے۔ زبان یار من عربی و من عربی نمی دانم۔ مجھے کیا سمجھ آنی تھی۔

مگر سمجھنے والے سمجھ گئے کہ یہ بندہ مصری ہے نہیں صرف دیکھنے میں لگتا ہے۔ مجھے دوبارہ

ٹکٹ گھر کی طرف بھیج دیا گیا کہ غیر ملکیوں والا مہنگا ٹکٹ خریدوں۔

یہ مہنگا ٹکٹ گیارہ گنا مہنگا تھا یعنی ۱۱۰ مصری پاؤنڈ۔ ایک لمحہ کے لئے سوچا کہ رہنے دوں۔ پھر خیال آیا کہ شاید دوبارہ یہ موقع نہیں ملے گا۔ دل پر بھاری بوجھ رکھ کر نیا ٹکٹ خریدا اور ٹکٹ چیکر کی خدمت میں پیش ہو گیا۔ اس دفعہ اس نے باچھیں کھول کر میرا استقبال کیا اور اندر جانے کی اجازت دے دی۔ اس کا انداز فاتحانہ تھا۔ غالباً اس کی سوچ کے مطابق اس نے ایک 'فراڈیے' کو پہچان کر قومی خزانے کو سو مصری پاؤنڈ کے 'نقصان' سے بچا لیا تھا۔

ٹکٹ پر فرعون موسیٰ کی ممی کی تصویر بنی ہوئی تھی اور سب سے پہلے نظر آنے والی ممی بھی وہی تھی۔ چھ فٹ سے کچھ زیادہ قد۔ پتلا جسم (ہو سکتا ہے کہ درحقیقت وہ فربہ ہو)۔ عمر بظاہر ساٹھ ستر سال۔ سر تقریباً گنجا مگر کئی جگہ بال نظر آتے تھے۔ کھال بالکل اصلی حالت میں تھی مگر رنگت گہری سیاہی مائل تھی۔ اسکی وجہ حنوط کرنے کا عمل تھا۔

قدیم مصری لاش حنوط (mummification) کرنے کے ماہر تھے۔ مگر یہ طریقہ کار عام نہیں تھا۔ صرف صاحب اقتدار اور امرا کے لئے مخصوص تھا۔ پورے عمل کو تقریباً دو مہینے لگتے

تھے۔مردے کا دماغ ناک کے ذریعے نکال لیا جاتا تھا اور کھوپڑی کو ایک مخصوص مصالحہ سے بھر دیتے تھے۔پھر چھاتی کاٹ کر دل کے سوا باقی تمام اعضا نکال دیے جاتے تھے جنہیں مرتبانوں میں ایک خشک کرنے والے کیمیکل نیٹرون (natron) کے ساتھ ڈال دیا جاتا تھا۔

جسم کو بھی اندر سے دھو کر نیٹرون سے بھر دیا جاتا تھا۔یہ کیمیکل قدرتی طور پر مصر میں وافر مقدار میں ملتا ہے۔اس عمل سے تقریباً چالیس دن میں جسم سوکھ جاتا تھا۔آنکھوں کے حلقوں کو کپڑے یا مصنوعی آنکھوں سے بھر دیا جاتا تھا۔اس کے بعد پورے جسم کو بہت موٹے کپڑے میں لپیٹ کر مقبرے میں پہنچا دیا جاتا تھا۔

آخری عمل جسم کو تابوت میں ڈالنا تھا جس میں چہرے کا ماسک علیحدہ سے شامل ہوتا تھا۔یہ بہت محنت سے تیار ہوتا تھا اور قیمتی دھاتوں سے سجایا جاتا تھا۔اس کی سب سے منفرد مثال توتن خامین کا ماسک ہے۔

مگر میرے سامنے پڑی ممیاں ان ماسکوں سے محروم تھیں یا کر دی گئی تھیں۔یہ ممیاں مختلف ادوار کی تھیں۔ان میں مرد اور عورتیں دونوں شامل تھیں۔کچھ ممیوں میں مصنوعی آنکھیں لگائی گئی تھیں۔ انہیں دیکھ کر ایک سوگواری کا احساس ہوتا تھا اور یہ مصرعہ کانوں میں گونجتا تھا:

مٹے ناميوں کے نشاں کیسے کیسے

یہ اپنے زمانے کے بادشاہ اب نشان عبرت بنے پڑے تھے۔